OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

آن لائن بد اخلاقی اور منفی تبصرے: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں رہنمائی

Digital Misbehavior and Unethical Speech: Guidance from the Seerah of the Prophet (PBUH)

Dr. Shehbaz Shabbir.
Lecturer, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST), Mirpur AJK.
shehbaz.iis@must.edu.pk
Ayesha Mahmood
M Phil. Scholar, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST), Mirpur AJK.
Sana Fatima
M Phil. Scholar, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST), Mirpur AJK

Abstract

In the contemporary digital era, social media has revolutionized human communication by allowing individuals to express opinions, share experiences, and engage with a global audience in real-time. However, this ease of access and freedom of speech has also opened doors to various forms of unethical and harmful communication, including negative comments, personal insults, slandering, backbiting, and character assassination. These digital behaviors, while normalized in many online spaces, pose serious moral and spiritual challenges, especially within the Muslim community.

The proliferation of social media has redefined human interaction, offering a powerful platform for communication and expression. However, this digital liberty has also facilitated the spread of unethical discourse, including negative comments, personal attacks, slander, and misinformation. This paper explores these phenomena from an Islamic ethical framework, rooted in the Qur'an and the Sunnah. It aims to answer the fundamental research question: *What guidance does Islam*

CC BY

provide regarding the ethical use of speech and interaction in digital environments such as social media? By analyzing classical Islamic teachings on speech, manners (adab), and social responsibility, the study critiques the rising culture of verbal aggression in online spaces. The paper also outlines the types of negative behaviors common on social media and contrasts them with prophetic models of communication. Ultimately, it offers practical recommendations for Muslims to uphold integrity, avoid harm, and embody Islamic values in their digital conduct,**Key words:** Islamic ethics; social media; negative comments; online behavior; Qur'anic communication principles

تمہید

عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا انسانی زندگی کا ایک اہم اور مؤثر ذریعۂ ابلاغ بن چکا ہے، جس نے اظہارِ رائے اور معلومات کی ترسیل کو نہایت آسان بنا دیا ہے۔ تاہم اس سہولت کے ساتھ ایک بڑا اخلاقی چیلنج بھی سامنے آیا ہے، جس میں منفی تبصرے، کردار کشی، تمسخر، اور بے بنیاد الزامات شامل ہیں۔ یہ رویے نہ صرف سماجی ہم آہنگی کو متاثر کرتے ہیں بلکہ فرد کے اخلاقی اور روحانی پہلو کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر زبان کے محتاط استعمال، دوسروں کی عزت کے تحفظ، اور مثبت طرزِ گفتگو کی تعلیم دیتا ہے۔ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس حوالے سے بہترین عملی نمونہ پیش کرتی ہے، جہاں اختلاف کے باوجود نرمی، برداشت، اور حسنِ اخلاق کو اختیار کیا گیا۔ زیرِ نظر تحقیق کا مقصد سوشل میڈیا پر منفی رویوں کا جائزہ لیتے ہوئے قرآن و سنت اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ان کا حل پیش کرنا ہے، تاکہ ایک مسلمان اپنی آن لائن زندگی میں بھی اسلامی اقدار کی عکاسی کر سکے۔

یہ تحقیق اسی مقصد کے تحت مرتب کی گئی ہے تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ:

۱۔کیا اسلام سوشل میڈیا پر منفی تبصروں اور بد اخلاقی کی اجازت دیتا ہے؟

۲۔اگر نہیں، تو ایک مسلمان کے لیے آن لائن گفتگو کے کیا اصول اور اخلاقی حدود مقرر کی گئی ہیں؟

۳۔سوشل میڈیا پر اظہارِ رائے کرتے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ ہمیں کن اخلاقی اصولوں اور عملی رہنما خطوط کی تلقین کرتی ہے؟

سابقہ تحقیقی کا جائزہ

سوشل میڈیا کے نفسیاتی اور سماجی اثرات پر متعدد تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ منفی تبصرے ، آن لائن ہراسگی اور سماجی موازنہ (social comparison) نوجوانوں کی ذہنی صحت کو شدید متاثر کرتے ہیں۔ Sharma et.al (2020) کی تحقیق Influence of Social Media on Mental Health :A systematic Review کے مطابق ، سوشل میڈیا پر منفی کمنٹس اور تنقید سے نوجوانوں میں خود اعتمادی کی کمی ، ڈپریشن اور سماجی تنہائی جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں[1]۔ اسی طرح ، Kowalski, Limber & Agatston (2012) اپنی کتاب Cyber bullying : Bullying in the Digital Age میں سائبر بلیئنگ کے سنگین نفسیاتی اثرات کو اجاگر کیا ہے، جس میں ڈپریشن اور خودکشی کے رحجانات شامل ہیں[2]۔

Vogel .et al(2014) کی تحقیق Social Comparison ،Social Media and Self Esteem سے پتہ چلتا ہے کہ سوشل میڈیا پر دوسروں کی زندگیوں کا موازنہ کرنے سے احساس کمتری اور ذہنی دباؤ بڑھتا ہے[3]۔ Patchin & Hinduja (2016) جو کہ Cyber bullying Research کے بانی ہیں انہوں نے anonymity, (گمنامی) کو آن لائن ہراسگی کا ایک اہم محرک قرار دیا ہے [4]، جبکہ Duggan et al.(2017) پیو ریسرچ رپورٹ کے مطابق ، نوجوان خواتین خصوصا جنسی طور پر غیر ذمہ دارانہ تبصروں کی وجہ سے ہراسگی کا شکار ہوتی ہیں[5]۔

اسلامی تعلیمات میں زبان کی اہمیت اور اس کے حسن و قبح پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً سورۃ الحجرات اور متعدد احادیث میں زبان کی حفاظت، غیبت، چغلی، اور جھوٹے الزام تراشی کی سخت ممانعت کی گئی ہے ۔ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاقی تعلیمات کا ایک جامع نظام پایا جاتا ہے جس میں زبان کی حفاظت، برداشت، اور حسنِ سلوک کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں اختلافات کو محبت، حکمت اور تحمل سے حل کیا۔ شاہ ولی اللہ، مولانا احمد رضا قادری، مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ اقبال اور مولانا مودودی جیسے قوم شناس افراد نے بھی اپنی تحریروں میں اس بات پر زور دیا کہ اخلاقیات اور گفتگو کے اصول اسلام کی روحانی بنیاد ہیں جو فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کا باعث بنتے ہیں ۔

عصرِ حاضر میں بعض محققین نے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں آن لائن اخلاقیات پر بھی تحقیق کی ہے۔ Dr. Yasir Qadhi (2018) نے یوٹیوب پر ، Habits,

"Hobbies, and Social Media Hysteria" میں اپنے ایک لیکچر میں بتایا کہ کیسے ہم سوشل میڈیا پر اپنی گفتگو کو سنوار کر اسلامی اخلاق کے مطابق بنا سکتے ہیں[6]۔ اس کے علاوہ، محمد عبداللہ قادری (2021) نے اپنی تحقیق میں بتایا کہ سوشل میڈیا پر مسلمانوں کا اخلاقی کردار اسلام کی تعلیمات کی مکمل عکاسی نہیں کرتا، اور اس حوالے سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔

مذکورہ ادبی مواد کے پیش نظر یہ واضح ہوتا ہے کہ سوشل میڈیا کی دنیا میں منفی کمنٹس کو روکنے اور ایک پرامن، اخلاقی، اور اسلامی طرزِ عمل کو فروغ دینے کے لیے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا اطلاق نہایت ضروری ہے۔ اس تحقیق کا مقصد ان تعلیمات کی روشنی میں ایسا عملی اور نظریاتی حل پیش کرنا ہے جو نہ صرف آن لائن منفی رویوں کو کم کرے بلکہ اسلامی اخلاقیات کی ترویج کا ذریعہ بھی بنیں۔

اسلام میں زبان اور کلام کی اہمیت

اسلام میں زبان کو نہ صرف ایک بنیادی وسیلہ اظہار بلکہ انسان کی شخصیت کا آئینہ بھی سمجھا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زبان کی اہمیت کو متعدد مواقع پر بیان کیا ہے، کیونکہ زبان انسان کے خیالات، جذبات اور کردار کا ترجمان ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۔[7]

اے اہل ایمان ! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی بڑی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کرلیا کرو ۔"مبادا کہ تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی میں اور پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ جب کوئی فاسق شخص کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تصدیق کر لی جائے تاکہ کسی قوم پر نادانی میں حملہ نہ کر دیا جائے، جس سے بعد میں ندامت ہو۔ اس آیت میں جو ہدایت دی گئی ہے، وہ خاص طور پر آن لائن دنیا میں بد اخلاقی اور منفی تبصروں کے تناظر میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ آن لائن دنیا میں خبریں اور تبصرے بہت تیزی سے پھیلتے ہیں، اور اکثر ان کی تصدیق کیے بغیر انہیں پھیلایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا پر افواہیں، گمراہ کن معلومات اور منفی تبصرے کسی بھی فرد یا جماعت کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تحقیق اور تصدیق کی اہمیت

سکھائی ہے تاکہ ہم بغیر کسی تحقیق کے منفی اور غیر حقیقت پر مبنی تبصرے نہ کریں۔ آن لائن دنیا میں بھی ہمیں اپنی زبان کو اس طرح استعمال کرنا چاہیے کہ ہم کسی کی عزت یا شہرت کو نقصان نہ پہنچائیں۔

اسی طرح، سورۃ الحجرات کی آیت 11 میں تمسخر، طعن و تشنیع، اور برے القابات سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚوَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚوَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔[8]

اے اہل ایمان ! تم میں سے کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے ‘ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں (اسی طرح) عورتیں بھی دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ‘ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے آپ کو عیب مت لگاؤ اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے چڑانے والے نام رکھا کرو۔ ایمان کے بعد تو برائی کا نام بھی برا ہے۔ اور جو باز نہیں آئیں گے وہی تو ظالم ہیں۔

یہ آیت مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے، طعنہ دینے اور برے القاب استعمال کرنے سے منع کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ ایمان کے بعد، اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کا مذاق اُڑایا یا اسے برے نام دیے، تو وہ ایمان کے بعد فسق (گناہ) کے مرتکب ہو گا۔آن لائن دنیا میں اکثر افراد ایک دوسرے کا مذاق اُڑاتے ہیں، گالی گلوچ کرتے ہیں، یا چڑانے والے نام استعمال کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس رویے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے نہ صرف فرد کی عزت نفس متاثر ہوتی ہے بلکہ معاشرتی تعلقات میں بھی دراڑ پڑتی ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں ہمیشہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اپنانے اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کا مذاق نہیں اُڑایا، چاہے وہ آپ کا مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے ہمیشہ دوسروں کو عزت دی، اور یہی اخلاقی اصول ہمیں اپنے آن لائن کمنٹس اور تبصروں میں بھی اپنانا چاہیے۔

اسی سلسلے میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہترین رہنمائی میسر آتی ہے ۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔[9]

"جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔

سوشل میڈیا پر اظہارِ رائے کی آزادی کے ساتھ ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے۔ اس حدیث میں زبان کے محتاط استعمال کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ غیر ضروری، تکلیف دہ یا منفی گفتگو نہ صرف اخلاقی طور پر غلط ہے بلکہ دینی اعتبار سے بھی قابلِ گرفت ہے۔ آن لائن مذاق اُڑانا، طعنہ دینا، یا برے القاب استعمال کرنا اس تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ آپ نے ہمیشہ دوسروں کی عزت کی حفاظت کی، حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پر گفتگو کرتے وقت اس حدیث کو اپنا معیار بنائے، اور اگر بات خیر پر مبنی نہ ہو تو خاموشی اختیار کرے۔ یہی رویہ فرد کی اصلاح اور معاشرتی امن کا ضامن بن سکتا ہے۔

سوشل میڈیا پر منفی تبصروں کی اقسام

سوشل میڈیا پر منفی تبصروں کی مختلف اقسام جیسے ذاتیات پر حملے، مذہبی یا فرقہ وارانہ منافرت، سیاسی، نسلی یا صنفی تعصب، اور بے بنیاد الزامات یا افواہیں، آج کے ڈیجیٹل معاشرے میں عام ہو چکی ہیں۔ یہ رویے نہ صرف اخلاقی طور پر قابلِ مذمت ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے بھی سراسر منافی ہیں۔ اسلام ہمیں زبان کے محتاط استعمال، دوسروں کی عزت نفس کی حفاظت، اور سچائی کی پیروی کا درس دیتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بارہا اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ کسی کی دل آزاری، بہتان تراشی، یا تمسخر ایمان کے بعد فسق (گناہ) کے مترادف ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ اختلاف کے باوجود حسنِ سلوک، نرمی اور عزت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پر گفتگو کرتے وقت ان اقسام سے مکمل اجتناب کرے، اور اپنی زبان و قلم کو خیر، اصلاح اور محبت کے پیغام کے لیے استعمال کرے۔ ان منفی تبصروں میں شامل ہے:

1. **ذاتیات پر حملے :** کسی کی شخصیت، شکل و صورت، یا نجی زندگی پر تبصرے کرنا۔
2. **مذہبی یا فرقہ وارانہ منافرت :** دوسرے مذاہب یا فرقوں کے خلاف نفرت انگیز بیانات دینا۔

3. **سیاسی، نسلی یا صنفی نفرت انگیزی :** کسی قوم، نسل یا جنس کے خلاف تعصب پر مبنی تبصرے کرنا۔
4. **بے بنیاد الزامات یا افواہیں :** تحقیق کے بغیر معلومات پھیلانا یا جھوٹے الزامات لگانا۔

سوشل میڈیا پر منفی تبصروں کی اقسام اور مثالیں

1. **ذاتیات پر حملے**

یہ تبصرے کسی فرد کی شخصیت، شکل و صورت یا نجی زندگی کو نشانہ بناتے ہیں۔مثلا:"تمہاری شکل تو کسی کامیڈیا شو میں ہی کام آ سکتی ہے۔"
یہ جملہ نہ صرف توہین آمیز ہے بلکہ کسی کی عزت نفس کو مجروح کرتا ہے، جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

2. **مذہبی یا فرقہ وارانہ منافرت**

ایسے تبصرے دوسرے مذاہب یا فرقوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔مثلا: "فلاں فرقہ والے تو ہمیشہ فساد پھیلاتے ہیں، ان سے بچ کر رہو"!
یہ رویہ امتِ مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کا سبب بنتا ہے، جبکہ قرآن اتحاد اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔

3. **سیاسی، نسلی یا صنفی نفرت انگیزی**

یہ تبصرے کسی قوم، نسل یا جنس کے خلاف تعصب پر مبنی ہوتے ہیں۔مثلا :
" خواتین کو سیاست میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ ان کا کام صرف گھر سنبھالنا ہے!۔"
یہ صنفی تعصب نہ صرف غیر منصفانہ ہے بلکہ اسلام میں خواتین کو عزت اور کردار کی آزادی دی گئی ہے۔

4. **بے بنیاد الزامات یا افواہیں**

تحقیق کے بغیر کسی پر الزام لگانا یا جھوٹی معلومات پھیلانا اس زمرے میں آتا ہے۔ مثلا: " فلاں شخصیت نے کرپشن کی ہے، سب جانتے ہیں۔"

سوشل میڈیا پر منفی تبصروں کی اقسام جیسے ذاتیات پر حملے، مذہبی یا فرقہ وارانہ منافرت، سیاسی، نسلی یا صنفی تعصب، اور بے بنیاد الزامات یا افواہیں، نہ صرف اخلاقی طور پر قابلِ مذمت ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے بھی سراسر منافی ہیں۔ ان رویوں کی مثالیں واضح کرتی ہیں کہ کس طرح ایک جملہ کسی کی عزت نفس کو

مجروح کر سکتا ہے، امت میں تفرقہ ڈال سکتا ہے، یا معاشرتی تعصب کو فروغ دے سکتا ہے۔ اسلام ہمیں زبان کے محتاط استعمال، سچائی کی پیروی، اور دوسروں کی عزت کے تحفظ کا درس دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث "جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے "اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ ہر مسلمان کو اپنی گفتگو میں خیر، اصلاح اور محبت کو ترجیح دینی چاہیے، اور اگر بات نفع بخش نہ ہو تو خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔ یہی رویہ آن لائن دنیا میں اخلاقی بہتری، سماجی ہم آہنگی اور اسلامی اقدار کے فروغ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

یہ تمام اقسام نہ صرف اخلاقی طور پر غلط ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہیں۔

اخلاقِ نبوی اور اسلامی کردار، آن لائن بداخلاقی کے تناظر میں

سوشل میڈیا کی آزادی نے جہاں ایک طرف لوگوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا ہے، وہیں دوسری طرف یہ پلیٹ فارمز اخلاقی حدود کی خلاف ورزی کا بھی باعث بنے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمیں اخلاق حسنہ کی اہمیت سکھاتی ہے، جو ہمیں سوشل میڈیا پر بھی اپنی زبان اور رویوں کو بہتر بنانے کی ترغیب دیتی ہے۔

اسلام میں زبان کو ایک طاقتور ذریعہ مانا گیا ہے، جو انسان کے خیالات، جذبات اور کردار کا آئینہ دار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔"[10]

درج بالا حدیث اس بات کے لیے بطور دلیل کافی ہے کہ سوشل میڈیا پر منفی تبصروں، گالی گلوچ یا توہین سے بچنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ اختلافات کے باوجود ہمیں حسن سلوک اور نرم کلامی سے کام لینا چاہیے، چاہے وہ مخالفین ہی کیوں نہ ہوں۔

خادم دربارِ نبوت حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ: "میں ایک سفر میں رسول اللہ کے ہم رکاب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر زیب تن فرمائی تھی، جس کی کورموٹی تھی، ایک اعرابی آدھمکا، اور چادر کا کنارہ پکڑکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ چادر کی کور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن اور شانوں پر نشان پڑگئے، آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے بدویانہ لہجے میں کہا: "خدا کا دیا ہوا مال جو تیرے پاس ہے، اس میں سے میرے دونوں اونٹوں پر لاددے، اور یہ بھی سن لے! کہ

جو کچھ تومجھے دے گا وہ تیرا یا تیرے باپ کا مال نہیں" اس بدوی کی تلخ نوائی کو بھی آپ نے دامن عفو میں جگہ دی، اور خاموش رہے، اسے صرف اتنا کہا کہ: بے شک مال تو اللہ کا ہے، اور میں اس کا بندہ ہوں؛ مگر اے اعرابی! تو بتا کیا تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے، جو تونے میرے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا: "نہیں"، آپ نے پوچھا: کیوں نہیں؟ اس نے بے باک ہوکر کہا: "اس لیے کہ تو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا"، یہ سنتے ہی رسول اللہ کو ہنسی آگئی، اور آپ نے حکم دیا کہ : اس کے ایک اونٹ پر جو اور ایک پر کھجوریں لاد کر دیدی جائیں"۔[11]

یاد رکھنا چاہیے کہ سوشل میڈیا پر منفی تبصرے نہ صرف اخلاقی طور پر غلط ہیں بلکہ وہ اسلامی تعلیمات کے بھی سراسر منافی ہیں۔ہمیں اپنی زبان اور رویے کے ذریعے اس بات کا یقین دہانی کرنی چاہیے کہ ہم دوسروں کی عزت کا احترام کرتے ہیں اور ان کے جذبات کو مجروح نہیں کرتے۔ سوشل میڈیا کا مثبت استعمال اسلامی اخلاقی تعلیمات کی ترویج کا ایک زبردست ذریعہ بن سکتا ہے، بشرطیکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں اپنے اعمال کو درست کریں۔

تحمل، بردباری اور حسنِ ظن

سوشل میڈیا پر اختلافات اور تنقید کا سامنا کرنا عام ہے، لیکن اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ اختلاف کا اظہار شائستگی سے کرنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اختلافات کو محبت اور حکمت کے ساتھ حل کیا۔ جب کسی سے اختلاف ہوتا، تو آپ نے کبھی ان کی عزت کو مجروح نہیں کیا بلکہ نرمی سے بات کی۔ درج ذیل فرمان ملاحظہ ہو:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَنَّهُمَا حَدَثَا، أَوْ حَدَّثَاهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ، فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ، وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَبِّرِ الْكِبَرَ"، قَالَ يَحْيَى: لِيَلِيَ الْكَلَامَ الأَكْبَرُ، فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ.[12]

سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر آئے تو کھجوروں کے جھنڈ میں الگ الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے تو عبدالرحمن بن سہل اور مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول کے بارے میں بات

کی۔ عبدالرحمن جو سب سے چھوٹے تھے، بات کرنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :"بڑے کو بات کرنے دو-یحییٰ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب تھا بڑا اٹھ کر بات کرے"۔

آج کل سوشل میڈیا پر جب کسی سے بات کو اخلاقیات اور دائرہ کے اندر رہ کر کرنے کا کہا جائے تو کئی لوگ اختلافات کو لڑائیوں میں بدل دیتے ہیں اور گالی گلوچ کرتے ہیں۔ یہ اسلامی آداب کے خلاف ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ اختلافات کو شائستگی اور اخلاقی حدود کے اندر رہ کر پیش کریں۔

صبر، درگزر اور خاموشی کی فضیلت

اسلام میں صبر، درگزر اور ضبطِ نفس کو نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ان اوصاف کی عملی تصویر پیش کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"۔[13]

سوشل میڈیا کے دور میں، جہاں معمولی اختلاف پر سخت جملے، طعن و تشنیع اور گالی گلوچ عام ہو چکی ہے، یہ تعلیمات نہایت اہم ہو جاتی ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے مواقع پر صبر اور درگزر کا راستہ اختیار کرے۔

سیرتِ نبوی ﷺ سے عملی مثال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صبر اور برداشت کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ ان میں ایک نمایاں واقعہ طائف کا ہے۔ جب آپ ﷺ اہلِ طائف کو دعوتِ اسلام دینے گئے تو انہوں نے نہ صرف آپ کی بات رد کر دی بلکہ اوباش لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا، جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے یہاں تک کہ آپ ﷺ زخمی ہو گئے اور جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔اس موقع پر جب فرشتۂ پہاڑ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو ان لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل دیا جائے، تو نبی کریم ﷺ نے انتقام لینے کے بجائے فرمایا:

"نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔"

یہ واقعہ نبی ﷺ کے غیر معمولی صبر، رحمت اور درگزر کی عظیم مثال ہے۔ شدید اذیت اور توہین کے باوجود آپ ﷺ نے نہ بددعا دی، نہ انتقامی ردعمل اختیار کیا، بلکہ خیر کی امید رکھی۔

ایسےہی فتح مکہ کی مثال بھی ہمارے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔

خاموشی بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق خاموشی حکمت کی زبان ہے، اور کبھی کبھی خاموشی بہترین جواب ہوتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ[14]."

جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو ، اسے چاہیے کہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے۔

یہ حدیث زبان کے استعمال کے حوالے سے ایک جامع اصول فراہم کرتی ہے، جو سوشل میڈیا کے دور میں مزید اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ آج ہر فرد کو اپنی رائے فوری طور پر دوسروں تک پہنچانے کا موقع حاصل ہے، مگر اس آزادی کے ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے۔ ہر بات پر تبصرہ کرنا، ہر اختلاف میں کود پڑنا، یا ہر اشتعال انگیز پوسٹ کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔

سوشل میڈیا پر اکثر ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں تبصرہ کرنا بظاہر ضروری محسوس ہوتا ہے، مگر حقیقت میں وہ ردعمل نہ تو اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے اور نہ ہی کوئی مثبت نتیجہ پیدا کرتا ہے، بلکہ اکثر اوقات بحث و تکرار، دل آزاری اور نفرت میں اضافہ کرتا ہے۔ ایسے حالات میں اس حدیث کی روشنی میں خاموشی اختیار کرنا نہ صرف حکمت ہے بلکہ عین عبادت کے مترادف بھی ہو سکتا ہے۔

خاموشی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان حق بات کہنا چھوڑ دے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر ضروری، نقصان دہ یا اشتعال انگیز گفتگو سے اجتناب کیا جائے۔ اگر کوئی تبصرہ اصلاح، خیر خواہی یا مثبت رہنمائی پر مبنی نہ ہو تو اسے لکھنے سے رک جانا ہی بہتر ہے۔ اسی اصول کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا:

"وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا[15]."

اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلامتی (اور نرمی) کی بات کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا پر خاموشی اختیار کرنا دراصل کئی اخلاقی فوائد کا باعث بنتا ہے:

- یہ انسان کو غیر ضروری جھگڑوں سے بچاتا ہے۔
- دلوں میں نفرت کے پھیلاؤ کو روکتا ہے۔
- شخصیت میں وقار اور سنجیدگی پیدا کرتا ہے۔
- اور اللہ کے نزدیک اجر کا باعث بنتا ہے۔

اسی طرح، خاموشی بعض اوقات ایک غیر لفظی اصلاح بھی ہوتی ہے، کیونکہ اشتعال انگیزی کا جواب نہ دینا مخالف کو خود غور کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

لہٰذا، ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر ہر بات کا جواب دینے کے بجائے یہ سوچے کہ آیا اس کا تبصرہ خیر کا باعث بنے گا یا نہیں۔ اگر بات مفید نہ ہو تو خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر ہے۔ یہی طرزِ عمل نہ صرف سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ہے بلکہ ایک مہذب اور بااخلاق ڈیجیٹل معاشرے کے قیام میں بھی مددگار ثابت ہو سکتا ہے

سوشل میڈیا کے استعمال کے اہم اصول

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مسلمان کے لیے سوشل میڈیا کے استعمال میں درج ذیل اصول نہایت اہم ہیں:

1. نیت کی اصلاح (اخلاص):

ہر قول و عمل کی بنیاد نیت ہے، اس لیے سوشل میڈیا پر کوئی بھی بات لکھنے یا شیئر کرنے سے پہلے نیت کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى[16] "

اس لیے آن لائن گفتگو بھی خالصتاً خیر اور اصلاح کی نیت سے ہونی چاہیے۔

۲۔ تحقیق کے بغیر خبر نہ پھیلانا:

کسی بھی خبر یا معلومات کو بغیر تحقیق کے آگے بڑھانا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا[17] "

سوشل میڈیا پر افواہوں کو روکنے کے لیے تحقیق بنیادی شرط ہے۔

۳۔ خیر کی بات کہنا یا خاموش رہنا:

ہر موضوع پر تبصرہ کرنا ضروری نہیں، بلکہ نفع بخش گفتگو ہی اختیار کرنی چاہیے۔

"فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ "

یہ اصول آن لائن مباحث میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

۴۔ دوسروں کی عزتِ نفس کا احترام:

کسی کا مذاق اڑانا یا اس کی تضحیک کرنا سخت منع ہے۔

"لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ[18] "

اس لیے سوشل میڈیا پر شائستگی اور احترام لازم ہے۔

۵۔ غیبت اور بہتان سے اجتناب:

کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا یا جھوٹا الزام لگانا گناہ ہے۔

"وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا[19] "

یہ اصول ڈیجیٹل گفتگو پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

۶۔ نرم گفتگو اختیار کرنا:

نرمی دلوں کو قریب کرتی ہے اور سختی نفرت پیدا کرتی ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا

" :إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ[20] "

لہٰذا تبصروں میں نرمی اختیار کرنا ضروری ہے۔

۷۔ غصے پر قابو رکھنا:

غصے میں دیا گیا ردعمل اکثر نقصان دہ ہوتا ہے۔

" «لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ» ، قَالُوا: مَنِ الشَّدِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ»[21]

اس لیے جذباتی ردعمل سے بچنا چاہیے۔

۸۔ اختلاف میں ادب قائم رکھنا:

اختلاف فطری ہے لیکن بدتمیزی ناجائز ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ[22] "لہٰذا دلیل کے ساتھ شائستگی ضروری ہے۔

۹۔ فضول بحث سے اجتناب:

بے فائدہ مباحث دلوں میں سختی پیدا کرتے ہیں۔نبی ﷺ نے فرمایا

" : «أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ، وَبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ»[23]

"میں اس شخص کے لیے جنت کے کنارے میں ایک گھر، جنت کے درمیان میں ایک گھر، اور جنت کے اعلیٰ درجے میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے۔"

یہ حدیث اس بات کی بہت خوبصورت وضاحت کرتی ہے کہ:

- صرف حق پر ہونا کافی نہیں،
- بلکہ جھگڑا چھوڑ دینا زیادہ اعلیٰ اخلاق ہے۔

یہ حدیث اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ اگرچہ انسان حق پر ہو، پھر بھی بحث و تکرار کو چھوڑ دینا افضل ہے، جو کہ سوشل میڈیا کے ماحول میں نہایت اہم اصول ہے۔

۱۰۔ درگزر اور معافی اختیار کرنا:

بدلہ لینے کے بجائے معاف کرنا اعلیٰ اخلاق ہے۔"وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ "[24]یہ رویہ معاشرتی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔

۱۱۔ سوشل میڈیا کو خیر کے لیے استعمال کرنا:

یہ پلیٹ فارم اصلاح اور بھلائی کے فروغ کا ذریعہ بننا چاہیے۔وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ "[25]لہٰذا مثبت اور تعمیری مواد کو ترجیح دینی چاہیے۔

اسلامی تعلیمات اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں سوشل میڈیا کے استعمال کے بنیادی تقاضے یہ ہیں کہ انسان اپنی ہر آن لائن سرگرمی کو نیت کی اصلاح اور اخلاص کے ساتھ انجام دے، کسی بھی خبر یا معلومات کو پھیلانے سے پہلے اس کی تحقیق کرے، اور اپنی گفتگو کو خیر تک محدود رکھتے ہوئے غیر ضروری مباحث میں خاموشی اختیار کرے۔ مزید برآں، دوسروں کی عزتِ نفس کا احترام، غیبت و بہتان سے اجتناب، اور نرم و شائستہ اندازِ گفتگو اختیار کرنا ایک مومن کی ذمہ داری ہے۔

اسی کے ساتھ غصے پر قابو رکھنا، اختلافِ رائے کے دوران ادب و حکمت کا دامن نہ چھوڑنا، اور فضول و لا یعنی بحثوں سے بچنا ضروری ہے۔ اگر کسی کی طرف سے ناگوار رویہ سامنے آئے تو اس کا جواب درگزر اور معافی سے دینا اعلیٰ اخلاق کی علامت ہے۔ آخرکار، سوشل میڈیا کو خیر، اصلاح اور مثبت اقدار کے فروغ کے لیے استعمال کرنا ہی ایک مسلمان کا حقیقی اخلاقی فریضہ ہے۔

اسلامی معاشرے میں اجتماعی ذمہ داری کا احساس: ایک تجزیاتی و اطلاقی فریم ورک

اسلامی معاشرتی نظام میں اجتماعی ذمہ داری (Collective Moral Responsibility)ایک بنیادی اصول ہے، جو فرد کو صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے معاشرے کی اخلاقی تشکیل اور اصلاح کا فعال حصہ بناتا ہے۔ عصرِ حاضر میں، خصوصاً ڈیجیٹل میڈیا کے پھیلاؤ کے تناظر میں، یہ ذمہ داری مزید پیچیدہ اور ہمہ جہتی ہو گئی ہے، کیونکہ فرد کی آن لائن سرگرمیاں نہ صرف ذاتی بلکہ سماجی اثرات بھی رکھتی ہیں۔

1. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصولی و منہجی فہم

اسلامی اخلاقیات کا ایک مرکزی تصور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے، جسے قرآن مجید میں امتِ مسلمہ کی امتیازی صفت قرار دیا گیا ہے:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍاخرجت للناس تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[26] "

تاہم اس اصول کا اطلاق (implementation) منہجی (methodological) اور حکیمانہ انداز میں ہونا چاہیے۔ سوشل میڈیا کے ماحول میں یہ ضروری ہے کہ اصلاحی گفتگوevidence-based ، context-sensitiveاور non-confrontational ہو۔ اصلاح کے نام پر جارحانہ طرزِ اظہار دراصل مقصدِ شریعت (maqasid al-shariah) کے خلاف جاتا ہے، کیونکہ اس سے اصلاح کے بجائے ردِ عمل (backlash) پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا "اصلاحی مکالمہ" (reformative discourse) کو اخلاقی شائستگی، حکمت، اور جذباتی ذہانت (emotional intelligence) کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔

2. فتنہ انگیز مواد کی شناخت اور اصلاحی حکمت عملی

ڈیجیٹل پلیٹ فارمزmisinformation ، disinformationاور hate speech کے تیز رفتار پھیلاؤ کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ اسلامی تناظر میں فتنہ صرف مذہبی فساد تک محدود نہیں بلکہ ہر وہ مواد جو معاشرتی انتشار، نفرت یا غلط فہمی پیدا کرے، اس میں شامل ہے۔ قرآن مجید میں فساد کے بارے میں ممانعت وارد ہے: وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ[27] "اس تناظر میں ایک مسلمان کی ذمہ داری دو سطحوں پر متعین ہوتی ہے:

- Preventive Levelانسدادی سطح :(غیر مصدقہ یا اشتعال انگیز مواد کو شیئر کرنے سے اجتناب)
- Corrective Levelاصلاحی سطح :(غلط معلومات کی تصحیح علمی اور مہذب انداز میں کرنا)

اس کے علاوہ ڈیجیٹل لٹریسی (Digital Literacy) کو فروغ دینا بھی ناگزیر ہے تاکہ صارفین کو یہ شعور حاصل ہو کہ کون سا مواد گمراہ کن یا نقصان دہ ہے۔

قرآن مجید میں "فساد" کا لفظ کئی مختلف مفہوم میں استعمال ہوا ہے، جو اس کی جامعیت کو ظاہر کرتا ہے:

پہلا پہلو: دینی و اعتقادی فساد۔ اس سے مراد وہ خرابی ہے جو عقائد کی گمراہی، شرک، اور اللہ کی نافرمانی سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ[28]خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا، اس سبب سے جو لوگوں

کے ہاتھوں نے کمایا۔ اس آیت میں فساد کو انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، جس میں شرک، گناہ، ظلم اور اخلاقی گراوٹ سب شامل ہیں۔

دوسرا پہلو: سماجی و معاشرتی فساد۔ اس سے مراد وہ خرابی ہے جو معاشرتی تعلقات میں بگاڑ، ظلم، ناانصافی، خونریزی، اور لوٹ مار سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ[29] "اور زمین میں فساد نہ پھیلا، بے شک اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" یہ آیت بتاتی ہے کہ معاشرتی امن کو خراب کرنا، لوگوں کے درمیان نفرت پھیلانا، اور فتنہ و انتشار پیدا کرنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

تیسرا پہلو: معلوماتی و ابلاغی فساد۔ اگرچہ قرآن مجید میں ڈیجیٹل میڈیا کا ذکر نہیں ہے، لیکن فساد کے جو اصول بیان کیے گئے ہیں، ان کا اطلاق ہر اس بات پر ہوتا ہے جو معاشرے میں غلط فہمی، نفرت یا انتشار پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"** :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[30] **"**اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تصدیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں نقصان پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہو۔" یہ آیت اس اصول کی بنیاد ہے کہ غیر مصدقہ معلومات پھیلانا ایک سنگین گناہ ہے کیونکہ یہ معاشرے میں فساد کا باعث بنتا ہے۔

"فساد" کا عصری اطلاق: ڈیجیٹل دور میں فتنہ انگیز مواد

آج کے ڈیجیٹل دور میں "فساد" کے قرآنی تصور کا اطلاق misinformation، disinformation اور hate speech پر بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ ان تمام چیزوں کا مشترکہ نتیجہ معاشرے میں انتشار، بے اعتمادی، اور نفرت کا پھیلاؤ ہے، اور یہی وہ چیز ہے جسے قرآن "فساد" کہتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک مسلمان کی دوہری ذمہ داری بنتی ہے:

I. **انسدادی سطح** :(Preventive Level) ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ کسی بھی ایسی خبر، تصویر، ویڈیو یا معلومات کو آگے پھیلانے سے پہلے اس کی تصدیق کرے۔ سورہ حجرات کی مذکورہ آیت "فَتَبَيَّنُوا" (تصدیق کر لو) اسی کا حکم دیتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان بغیر تصدیق کے کوئی جھوٹی یا گمراہ کن خبر پھیلاتا ہے تو وہ "فساد" کے پھیلاؤ کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔

2. **اصلاحی سطح** :(Corrective Level) اگر معاشرے میں کوئی غلط معلومات پھیل چکی ہوں تو ہر صاحبِ علم شخص پر فرض ہے کہ وہ حکمت اور اچھے انداز

میں اس کی تصحیح کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔[31] "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ، اور ان سے بحث کرو ایسے طریقے سے جو بہترین ہو۔"

یہ دونوں سطحیں مل کر ڈیجیٹل دور میں "فساد" کے خلاف ایک جامع اسلامی حکمت عملی تشکیل دیتی ہیں، جس کا مقصد معاشرے کو انتشار، نفرت اور غلط فہمی سے بچانا ہے۔

3۔ اسلامی برادری میں سماجی ہم آہنگی اور Cohesion کی ترویج

سوشل میڈیا پر polarized discourse (تقسیم شدہ گفتگو) امت کے اندر فکری و سماجی انتشار کا سبب بن رہا ہے۔ جبکہ اسلام intra-community cohesion (اندرونی اتحاد) پر زور دیتا ہے:إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔لہٰذا ایک مثبت ڈیجیٹل ماحول (positive digital ecosystem)کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ:

- اختلاف کو diversity of opinion کے طور پر قبول کیا جائے۔
- identity-based hostilityسے اجتناب کیا جائے۔
- constructive dialogueکو فروغ دیا جائے۔

یہ approach نہ صرف امت کی unity کو مضبوط کرے گا بلکہ فکری پختگی بھی پیدا کرے گا۔

4۔ ذاتی احتساب (Self-Regulation) اور آن لائن آداب

اسلام میں احتسابِ نفس (self-accountability) کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ[32]"

ڈیجیٹل تناظر میں یہ تصور **ethical self-regulation**کی صورت اختیار کرتا ہے، جس میں فرد اپنی آن لائن سرگرمیوں کا مسلسل جائزہ لیتا ہے۔ اس کے لیے درج ذیل عملی اقدامات اہم ہیں:

- پوسٹ کرنے سے پہلےethical filtering
- جذباتی ردعمل (emotional impulsivity) سے اجتناب
- زبان کے استعمال میںself-censorship

یہ تمام عناصر "Digital Taqwa" (ڈیجیٹل تقویٰ) کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

5۔ دینی رہنماؤں، اساتذہ اور والدین کا کردار

سماجی اصلاح میں leadership structures کا کردار نہایت اہم ہے۔ دینی رہنما، اساتذہ اور والدین بطور moral influencersکام کرتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ:

- سوشل میڈیا etiquette پر رہنمائی فراہم کریں۔
- نوجوانوں میں اخلاقی حساسیت (moral sensitivity) پیدا کریں۔
- تنقیدی سوچ (critical thinking) کی تربیت دیں۔

خصوصاً والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ digital ethics educationکو تربیتی نظام کا حصہ بنائیں تاکہ نئی نسل ذمہ دار ڈیجیٹل شہری بن سکے۔

6. سوشل میڈیا کے مثبت اور تعمیری استعمال کی ترویج

سوشل میڈیا محض ایک چیلنج نہیں بلکہ ایک مؤثر دعوتی (da'wah) اور اصلاحی ذریعہ بھی ہے۔ قرآن مجید میں اجتماعی خیر کے فروغ کا حکم دیا گیا ہے:وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ
اس تناظر میں سوشل میڈیا کو درج ذیل مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے:

- علمِ دین اور مثبت مواد کی اشاعت
- اخلاقی آگاہیcampaigns
- سماجی اصلاحی تحریکات

یہ approach سوشل میڈیا کو destructive space سے constructive platform میں تبدیل کر سکتی ہے۔

مندرجہ بالا تحلیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سوشل میڈیا کے دور میں اجتماعی ذمہ داری ایک multi-dimensional تصور ہے، جس میں فرد، معاشرہ اور قیادت تینوں کی مشترکہ شرکت ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات اس ضمن میں نہ صرف اصولی رہنمائی فراہم کرتی ہیں بلکہ ایک مکمل ethical framework بھی دیتی ہیں، جس کے ذریعے ایک متوازن، بااخلاق اور مثبت ڈیجیٹل ماحول تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

سوشل میڈیا نے اظہارِ رائے اور رابطے کو آسان بنایا ہے، مگر اسی کے ساتھ منفی تبصرے، ذاتی حملے، کردار کشی، غیبت، بہتان، افواہیں اور نفرت انگیز گفتگو جیسے رویّے عام ہو گئے ہیں جو فرد کی اخلاقی و روحانی کیفیت اور معاشرتی امن دونوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسلامی اخلاقیات کی روشنی میں گفتگو کو ذمہ داری، سچائی اور خیر خواہی کے اصولوں کے تابع رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید تحقیق و تصدیق (خبر کی جانچ)، تمسخر و طعن سے اجتناب، غیبت و بہتان کی حرمت اور فساد و انتشار سے

نفرت کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے ڈیجیٹل دنیا میں بھی بغیر تحقیق بات پھیلانا، دوسروں کی توہین کرنا یا نفرت کو ہوا دینا ممنوع اور قابلِ مواخذہ عمل بنتا ہے۔

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس باب میں عملی معیار فراہم کرتی ہے کہ سخت کلامی، بے ادبی یا اشتعال انگیزی کے جواب میں نرمی، تحمل اور درگزر اختیار کیا جائے۔ "اچھی بات کہو یا خاموش رہو" کے اصول کے مطابق ہر موضوع پر تبصرہ لازم نہیں؛ اگر بات خیر، اصلاح یا فائدے سے خالی ہو تو خاموشی زیادہ حکیمانہ اور اخلاقی طور پر مضبوط رویہ ہے۔ اسی طرح غصے کے وقت ضبطِ نفس کو حقیقی قوت قرار دے کر فوری اور جذباتی ردِعمل کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، کیونکہ آن لائن ماحول میں یہی ردِعمل اکثر جھگڑے، نفرت اور دل آزاری کو بڑھاتا ہے۔

بحث کے عملی نتائج کی صورت میں آن لائن آداب کے چند بنیادی تقاضے سامنے آتے ہیں: نیت کی اصلاح، معلومات کی تصدیق، خیر پر مبنی گفتگو یا خاموشی، عزتِ نفس کا تحفظ، نرم لہجہ، اختلاف میں ادب، فضول بحث سے اجتناب، غصے پر قابو، اور درگزر۔ اجتماعی سطح پر بھی ذمہ داری لازم ہے کہ اصلاح کا عمل حکمت کے ساتھ ہو، فتنہ انگیز اور گمراہ کن مواد کی شناخت و تدارک کیا جائے، اور ڈیجیٹل لٹریسی کو فروغ دے کر نفرت و انتشار کے بجائے امن، بھائی چارے اور مثبت مواد کی ترویج کی جائے۔

مستقبل کے لیے سفارشات

- مستقبل کی تحقیق میں ضروری ہے کہ قرآن و سنت کے اخلاقی اصولوں کو محض نصیحتی انداز میں بیان کرنے کے بجائے ایک تصوری فریم ورک میں ڈھالا جائے، مثلاً "Digital Adab Framework" یا "Prophetic Communication Model"۔ اس فریم ورک میں بنیادی Constructs یہ ہو سکتے ہیں: صدق/تحقیق(verification) ، نرمی/رفق(civility) ، غیبت/بہتان سے اجتناب (harm avoidance)، ضبطِ غضب(self-control) ، خیر/خاموشی (beneficial speech/silence)، اور اجتماعی ذمہ داری(collective responsibility) ۔
- آئندہ تحقیق میں یہ جاننے کی کوشش کی جائے کہ لوگ سوشل میڈیا پر منفی تبصرے کیوں کرتے ہیں۔ کیا اس کی وجہ غصہ، حسد، سیاسی وابستگی، مذہبی تعصب، یا دوسروں کو نیچا دکھانے کی خواہش ہے؟ اس سے مسئلے کی جڑ تک پہنچنا آسان ہوگا۔

مستقبل کی تحقیق میں اسلامی اخلاقیات کو جدید قانونی/پالیسی مباحث کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے:

(الف) ہتکِ عزت (defamation) اور اسلامی تصورِ آبرو۔

(ب) پرائیویسی) ستر (اور ڈیجیٹل لیکس۔

(ج)harassment/cyberbullying اور شرعی/اخلاقی ذمہ داری۔

آخر میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سوشل میڈیا پر منفی تبصرے، تحقیر، بہتان، غیبت اور اشتعال انگیزی محض "اظہارِ رائے" نہیں بلکہ اخلاقی و سماجی فساد کی صورتیں ہیں، جن سے فرد کی دینداری، معاشرے کی یکجہتی اور باہمی اعتماد مجروح ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید خبر کی تحقیق، تمسخر و طعن سے اجتناب، غیبت کی حرمت اور فساد سے نفرت کی جو ہدایات دیتا ہے، اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جس نرمی، حلم، ضبطِ نفس اور خیر خواہی کو عملی نمونہ بنا کر دکھاتی ہے، وہی اصول آج ڈیجیٹل گفتگو کے لیے بھی معیار ہیں۔ اس لیے ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ آن لائن تعامل میں "خیر یا خاموشی" کو اپنا ضابطہ بنائے، اختلاف کو شائستگی سے پیش کرے، ردِعمل سے پہلے سوچے، اور اپنی تحریر کو اصلاح، علم اور خیر کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنائے۔ جب فرد اپنی زبان و قلم کا محاسبہ کرے اور برادری سطح پر تربیت، رہنمائی اور مثبت طرزِ عمل کو فروغ دیا جائے تو سوشل میڈیا نزاع و نفرت کے بجائے اخلاق، امن اور بھلائی کی ترویج کا مؤثر وسیلہ بن سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] شرما، منوج کمار، نشا جان، اور مایا ساہو۔ دماغی صحت پر سوشل میڈیا کا اثر: ایک منظم جائزہ۔ نفسیات میں موجودہ رائے 33، نمبر۔ 5 (2020): 471–475۔

Sharma, Manoj Kumar, Nisha John, and Maya Sahu. "Influence of Social Media on Mental Health: A Systematic Review." *Current Opinion in Psychiatry* 33, no. 5 (2020): 471–475.

[2] کووالسکی، رابن ایم، سوسن پی لمبر، اور پیٹریشیا ڈبلیو اگسٹن۔ سائبر بلنگ: ڈیجیٹل دور میں غنڈہ گردی۔ مالڈن، ایم اے: ولی-بلیک ویل، 2012۔

Kowalski, Robin M., Susan P. Limber, and Patricia W. Agatston. *Cyber Bullying: Bullying in the Digital Age*. Malden, MA: Wiley-Blackwell, 2012.

[3] ووگل، ایرن اے، جیسن پی روز، لنڈسے آر رابرٹس، اور کیتھرین ایکلس۔ "سماجی موازنہ، سوشل میڈیا، اور خود اعتمادی۔" پاپولر میڈیا کلچر کی نفسیات 3، نمبر۔ 4 (2014): 206–222۔

Vogel, Erin A., Jason P. Rose, Lindsay R. Roberts, and Katheryn Eckles. "Social Comparison, Social Media, and Self-Esteem." *Psychology of Popular Media Culture* 3, no. 4 (2014): 206–222.

[4] پیچن، جسٹن ڈبلیو، اور سمیر ہندوجا۔ سائبر دھونس کی روک تھام اور رسپانس: ماہرانہ نقطہ نظر۔ نیویارک: روٹلیج، 2016

Patchin, Justin W., and Sameer Hinduja. *Cyberbullying Prevention and Response: Expert Perspectives*. New York: Routledge, 2016.

[5] ڈوگن، مایو۔ آن لائن ہراساں کرنا 2017۔ واشنگٹن، ڈی سی: پیو ریسرچ سینٹر، 2017۔

Duggan, Maeve. *Online Harassment 2017*. Washington, D.C.: Pew Research Center, 2017.

[6] یاسر قاضی، "پوڈکاسٹ ود سلطنز اینڈ اسنیکرز: عادات، مشاغل اور سوشل میڈیا کی ہیجانی کیفیت (YouTube "ویڈیو، 27 جنوری 2024)، یوٹیوب، https://www.youtube.com/watch?v=ap-bVOhir5c۔

Yasir Qadhi, "Podcast w/ Sultans and Sneakers: Habits, Hobbies and Social Media Hysteria," YouTube video, January 27, 2024, YouTube, https://www.youtube.com/watch?v=ap-bVOhir5c

[7] ۔ سورہ الحجرات، ۴۹: ۶

Surah Al-Hujurat 49:6

[8] ۔ سورہ الحجرات، ۴۹ : ۱۱

Surah Al-Hujurat 49:11

[9] ۔ امام مسلم، سلم بن حجاج القشیری ، المسند الصحیح، کتان الایمان ، باب الحث على إكرام الجار والضيف ،رقم الحديث: 173

Imam muslim, muslil ben hajaaj, Sahih Muslim (Al-Musnad al-Sahih), Hadith No. 47 from *The Book of Faith* (*Kitab al-Iman*).

[10] ۔ أحمد بن حنبل (164 - 241 ھ) مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، 2001ء ، ج ۱۱، ص ۱۹۴، رقم الحديث: 6621

Musnad Imam Ahmad bin Hanbal (Vol. 11, p. 194, Hadith No. 6621)

[11] ۔ ماہنامہ دارالعلوم ، شمارہ4، جلد: 90 ،ربیع الاول1427 ہجری مطابق اپریل2006ء

Monthly Darul Uloom, Issue No. 4, Volume: 90, Rabi' al-Awwal 1427 AH / April 2006 CE

[12] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، باب يبدأ الكبير بالكلام والسؤال، رقم الحديث: 359

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al-Adab al-Mufrad*, Book of the Elderly, Chapter: The elder begins speaking and asking, Hadith No. 359.

[13] ۔ سورہ آل عمران: 134

Surah Al 'Imran 3:134

[14] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 6138

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *Al-Jami' al-Sahih*, Hadith No: 6138

[15] ۔ سورہ الفرقان: ٦٣

Surah Al-Furqan: 63

[16] ۔ الحمیدی، أبو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسی (ت 219ھ)، مسند الحمیدی، ج ١، ص ١٦٣، رقم الحدیث: 28

Al-Humaydi, Abu Bakr Abdullah ibn al-Zubayr ibn Isa (d. 219 AH), *Musnad Al-Humaydi*, Vol. 1, p. 163, Hadith No: 28

[17] ۔ سورہ الحجرات: ٦

Surah Al-Hujurat: 6

[18] ۔ سورہ الحجرات: ١١

Surah Al-Hujurat: 11

[19] ۔ سورہ الحجرات: ١٢

Surah Al-Hujurat: 12

[20] ۔ القشیری، مسلم بن حجاج، المسند الصحیح، باب: فضل الرفق، ج ٨، ص ٢٢، رقم الحدیث: 2594

Al-Qushayri, Muslim ibn al-Hajjaj, *Al-Musnad al-Sahih*, Chapter: The Virtue of Kindness (Fadl al-Rifq), Vol. 8, p. 22, Hadith No: 2594

[21] ۔ معمر بن راشد الأزدي، الجامع، باب: الغضب و الغیظ وما جاء فیہ، ج ١١، ص ١٨٨، رقم الحدیث: 20287

Ma'mar ibn Rashid al-Azdi, *Al-Jami'*, Chapter: Anger and Wrath and What Has Been Narrated Regarding Them (Al-Ghadab wa al-Ghayz wa Ma Jaa Fihi), Vol. 11, p. 188, Hadith No: 20287

[22] ۔ سورہ النحل: ١٢٥

Surah Al-Nahl: 125

[23] ۔ أبو بکر محمد بن هارون الرُّویاني (ت 307ھ)، مسند الرویاني ،مؤسسة قرطبة – القاهرة، ج ٢، ص ٢٧٩، رقم الحدیث: 1200

Abu Bakr Muhammad ibn Harun al-Ruyani (d. 307 AH), *Musnad al-Ruyani*, Muassasat Qurtubah – Cairo, Vol. 2, p. 279, Hadith No: 1200

[24] ۔ سورہ آل عمران: ١٣٣

Surah Al 'Imran: 134

[25] ۔ سورہ المائدہ: ٢

Surah Al-Ma'idah: 2

[26] ۔ سورہ آل عمران: ١١٠

Surah Al 'Imran: 110

[27] ۔ سورہ البقرہ: ۲۰۵

Surah Al-Baqarah: 205

[28] ۔ سورہ الروم: ۴۱

Surah Al-Rum: 41

[29] ۔ سورہ القصص: ۷۷

Surah Al-Qasas: 77

[30] ۔ سورہ الحجرات: ۶

Surah Al-Hujurat: 6

[31] ۔ سورہ النحل: ۲۱

Surah An-Nahl: 21

[32] ۔ القزويني، أبو عبد الله محمد يزيد ابن ماجه الرَّبعي ، سنن ابن ماجہ، ص ۸۹۷، رقم الحديث: 4297
Al-Qazwini, Abu Abdullah Muhammad Yazid Ibn Majah al-Rabbai, Sunan Ibn Majah, p. 897, Hadith Number: 4297